لارڈ نذیر احمد سے میڈیا کا ''لاڈ''

تحریر: سہیل احمد لون

برطانیہ میں مقیم پاکستانی اور کشمیری کمیونٹی میں یکساں مقبولیت کے حامل لیبر پارٹی کے لارڈ نذیر احمد کو پہلا پاکستانی نژاد ,,لارڈ،، بننے کا اعزاز حاصل ہے۔ کمیونٹی کی بہترین خدمات سرانجام دینے کی وجہ سے تاحیات لارڈ بنا دیئے گئے۔ لارڈ نذیر کو پاکستان کا حالیہ دورہ میڈیا کے ''لاڈ'' کی وجہ سے منسوخ کرکے واپس آنا پڑا۔ دراصل ان کے نام سے ایک بیان منسوب کیا گیا کہ انہوں نے براک اوبامہ کے سر کی قیمت 10 ملین پاونڈز رکھی ہے۔ وطن عزیز کے صحافتی چمن میں سورج مکھی کے پھول اتنی کثرت سے کھلتے ہیں کہ ان کی مہکار ساری دنیا میں پھیل جاتی ہے۔ یقیناً لارڈ نذیر کا سرخ سفید رنگ بھی اس وقت ''پیلا'' پڑ گیا ہوگا جب ان کو اپنی اس سیاسی جماعت لیبر پارٹی کی رکنیت سے معطلی کی اطلاع ملی ہوگی جس سے ان کی وفا داری کی عمر 37 برس ہے۔ اپنی سیاسی ساکھ بچانے کے لیے لارڈ نذیر کو پارٹی کے سامنے اپنی صفائی پیش کرنے کے لیے پاکستان کا دورہ شیڈول سے پہلے ختم کرکے برطانیہ لوٹنا پڑا۔ ویسے وہ اس بات کی تردید کر چکے ہیں کہ انہوں نے براک اوبامہ کے لیے 10 ملین پاونڈز کی ''سپاری'' دینے کا اعلان کیا ہے۔ اس معاملے کو حل کرنا بہت آسان ہے چونکہ لارڈ نذیر کی آواز بہت جان دار اور صاف ہے جس کا ایک ایک لفظ سامعین کو باآسانی سمجھ آتا ہے ان کی جگہ اگر چوہدری شجاعت ہوتے تو یہ سوچا جا سکتا تھا کہ سننے والے کو شاید غلطی لگ گئی ہو۔ اب تو ہم سائنس اور ٹیکنالوجی کے دور میں ہیں جہاں کسی بھی بڑی شخصیت کی زندگی کا زیادہ وقت کیمرے کی آنکھ کے سامنے ہوتا ہے۔ لارڈ نذیر نے جب ہری پور میں بیان دیا تو اس وقت بھی وہ کیمرے کے سامنے تھے لہٰذا لارڈ کو اپنی صفائی میں ثبوت فراہم کرنے میں کوئی خاص دشواری نہیں ہوگی۔ لارڈ نذیر کے بیان کو جس انداز میں 'خبر' بنا کر پیش کیا گیا اس سے بین الاقوامی میڈیا کو بھی منفی خبر کی تشہیر کرنے کا خوب موقع ملا جس میں زیادہ زور پاکستانی نژاد کے لفظ پر تھا۔ بدقسمتی سے قدرتی وسائل سے مالا مال دھرتی سے آئے دن منفی خبر کا کوئی نہ کوئی خزانہ دریافت ہوتا ہی رہتا ہے۔ بریکنگ نیوز بنانے سے پہلے خبر کے مصدقہ ہونے کی تصدیق لازمی ہے اور اس بات کو بھی ذہن میں رکھنا چاہیے کہ کسی غلط بریکنگ نیوز سے کسی کا ہارٹ بریک نہ ہو جائے۔ ہری پور میں اپنے استقبال کے موقع پر لارڈ نذیر نے امریکہ کی طرف سے حافظ سعید کے سر کی رقم مقرر کرنے پر یہ کہا تھا میں جارج ڈبلیو بش اور ٹونی بلیئر کو ''وار کرائمز'' کے چارجز کے ساتھ انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس میں لانے کے لیے 10 ملین پاونڈز لگانے کو تیار ہوں۔ اس کے لیے اگر مجھے اپنا مکان بھی بیچنا پڑے گا تو بیچ دوں گا۔ اگر مجھے بھیک بھی مانگنی پڑے تو میں ہری پور، پاکستان اور برطانیہ میں بھیک مانگنے کے لیے بھی تیار ہوں۔ لارڈ نذیر نے 10 ملین پاونڈز براک اوبامہ کی ''سپاری'' کے لیے آفر نہیں کیے بلکہ بش اور ٹونی بلیئر پر مقدمہ چلانے کے لیے آواز بلند کی۔ آج دنیا جس معاشی بحران، دہشت گردی اور عدم استحکام کا شکار ہے اس کی بنیادی وجہ ان دونوں عالمی شہرت یافتہ اشخاص کی غلط پالیسیاں ہی تھیں۔ جس میں انسانیت اور اخلاقیات کا قتل عام ہوا۔ لارڈ نذیر نے جو بات کی ہے وہ ہر ذی شعور اور باضمیر انسان کی آواز ہے جس کی بازگشت امریکہ، برطانیہ سمیت یورپ کے دیگر ممالک میں بھی سنی جا سکتی ہے۔ 2005ء میں بش نے جب جرمنی کا دورہ

کیا تو فرینکفورٹ ایئر پورٹ کے باہر جارج ڈبلیو بش کے خلاف مظاہرین کی ایک بڑی تعداد موجود تھی۔جس کی وجہ سے ایئر پورٹ کے سامنے گزرنے والا موٹر وے A3 کو بھی چند گھنٹوں کے لیے ہر قسم کی ٹریفک کے لیے بند کر دیا گیا۔دہشت گردی کے خلاف نام نہاد جنگ کے خلاف مظاہرے اکثر ان ممالک میں دیکھے گئے ہیں جن کی افواج اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی ہے۔دراصل لارڈ نذیر نے جس تناظر میں بات کی اس کے سیاق و سباق کو پس پشت ڈال کر ایسی مصالحے دار خبر عوام الناس کے سامنے لائی گئی جس سے خطرے کی گھنٹی لندن کے بگ بین میں بھی صاف سنی گئی۔لارڈ صاحب نے دراصل اس بات کے لیے جگہ کا انتخاب غلط کیا ہے۔وطن عزیز میں ایسا کام کرنے والے جرنیل،اشرافیہ اور سیاسی اکابرین بکثرت ملتے ہیں جنہوں نے جارج ڈبلیو بش اور ٹونی بلیئر سے وفاداری میں ملک وقوم سے غداری کی۔ہمارے ملک میں تو ایسے حضرات کی بڑی طویل فہرست ہے جن کے کارناموں کی وجہ سے آج ہم اس دلدل میں پھنس گئے ہیں جہاں سے نکلنا ناممکن حد تک مشکل نظر آتا ہے۔سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شروعات کس سے کی جائے؟نیکی کا کام گھر سے شروع ہونا چاہیے جب ہم اپنا گھر ٹھیک کر لیں تو باہر کے معاملات سے نبٹنا آسان ہو جائے گا۔لارڈ صاحب نے ٹونی بلیئر اور جارج ڈبلیو بش کے خلاف عدالتی کارروائی کرنے کی خواہش کا اظہار کیا حالانکہ ان کی سوچ کو حقیقت کا روپ دینے میں سب سے معاون کردار ہمارے ملک کے لوگ ہی رہے ہیں اور آج بھی اس مشن کو پایہء تکمیل تک پہنچانے کے لیے ملکی باگ دوڑ سنبھالنے کے لیے بے چین نظر آتے ہیں۔بھٹو کے عدالتی قتل کے سارے کردار اپنی قبروں میں چلے گئے، چند آئین شکن جرنیل اور انکے حواری بھی اس دنیا میں نہیں رہے......گڑھے مردے اب کیا اکھاڑنے؟؟ چلو جو زندہ جاوید ہیں ان کی ہی خبر لے لی جائے۔پرویزی دور کے حواری اور مشرف کا ٹرائل بھی خبروں تک محدود رہا۔جس ملک میں وزیر اعظم ہی عدالتی حکم کو نہ مانتا ہو وہاں بیٹھ کر بش اور بلیئر کے خلاف عدالتی چارہ جوئی کی بات کرنا......!!ہمارا تو یہ حال ہے کہ اگر ہم جرم کریں تو پکڑے ہی نہیں جاتے،اگر چوری پکڑی جائے تو مک مکا ہو جاتا ہے،اگر بات عدالت تک چلی جائے تو عدالتی حکم کو نہیں مانتے،اگر عدالت سزا دے کر جیل بھیج دے تو وہاں سے بھی لوگ ایسے نکال لیے جاتے ہیں جیسے مکھن سے بال......!یہ اور بات ہے کہ برفانی تودے کے نیچے سے غریب جوانوں کو نکالنے کے لیے حکمت عملی بنانے میں ہفتے سے زیادہ لگ گیا مگر نتیجہ ناکامی۔میڈیا کے ,,لاڈ،،نے لارڈ کا سیاسی حلیہ تو کچھ دیر کے لیے بگاڑ ہی دیا جو وہ درست کر ہی لیں گے کیونکہ لارڈ نذیر انتہائی مضبوط اعصاب اور کافر قسم کے مسلمان ہیں،اگر ان کی ماضی کی تقاریر فلسطین اور کشمیر کے حوالے سے بھی سنی جائیں تو وہ ہمیشہ دبنگ لہجے میں بات کرنا اور باطل قوتوں کو للکارنے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔یہی وہ حوصلہ ہے جو کسی مسلمان کو منافق سے علیحدہ کرتا ہے۔لندن اور دنیا بھر میں ہونے والے اُن ایسے پروگرام جس میں انہیں بطور مہمان خاص دعوت دی جاتی ہے وہاں جا کر بھی لارڈ نذیر نے کبھی اس بات کو مدنظر نہیں رکھا کہ اس تقریب کے میزبان کون ہے یا اُن کے کوئی خاص مفادات بھی ہیں بلکہ انہوں نے بارہا اپنے میزبانوں کے نقطہ نظر سے بھی اختلاف کرتے ہوئے صرف وہی بات کی جس کو انہوں نے جائز سمجھا۔مگر میں یہ ضرور سوچ رہا ہوں کہ اگر صحافت کی یہ زردی کسی غریب پر چڑھا دی جاتی تو بیچارے کا کیا بنتا،لارڈ تو اس میدان کا پرانا کھلاڑی ہے اور پھر اس نے کوئی ایسی بات بھی نہیں کی جو قابلِ اعتراض ہو؟؟

تحریر: سہیل احمد لون
سربٹن۔سرے
sohailloun@gmail.com
18-04-2012